مقالات

تقریبِ تعارف فتاویٰ رضویہ (جدید ایڈیشن)

○

رضا فاؤنڈیشن لاہور جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ

Butt

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیقات کو تخریج و ترجمہ
اور جدید انداز پر ایڈٹ کر کے شائع کرنے کا عظیم منصوبہ

رضا فاؤنڈیشن

اس عظیم منصوبے کیلئے
عوام اور علماء و مشائخ سے عطیات، چندہ اور قرضِ حسنہ
کی
اپیل

زیرِ نگرانی
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (۸) پاکستان (۱۲۳۵۰)

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی

فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت

اسلام میں فتویٰ نویسی ایک دینی فریضہ بھی ہے اور ایک مُہتم بالشّان فن بھی، لیکن یہ فریضہ جتنا نازک اور اہم ہے یہ فن اُسی قدر مشکل اور پیچیدہ ہے۔ کتاب اللہ میں افتاء کے منصب کی نسبت اللہ رب العزت سے بیان ہوئی ہے (قل اللہ یفتیکم)۔ یہ بات بھی اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں کہ فتویٰ، اِفتاء اور مفتی کے الفاظ زبانِ نبوت پر بھی جاری ہوئے، اسی طرح عہدِ نبوی کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے عہدِ مبارک میں عطائے فتویٰ یا افتاء کا منصب بہت اہم اور اونچا منصب تھا۔ تاریخِ اسلام کے مختلف ادوار میں فتویٰ نویسی یا افتاء اور مفتی کا منصب ہمیشہ نہایت اہم اور بلند متصوّر ہوتا رہا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں ایک اہم موضوع اور دلچسپ مطالعہ سہی مگر ان سب باتوں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، تاہم اس بات کی طرف ایک مختصر اشارہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ گزشتہ بارہ تیرہ صدیوں کے دوران میں برِعظیم پاکستان و ہندوستان کے علمائے کرام نے فتویٰ نویسی کے میدان میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اور منصبِ اِفتاء نے ملتِ اسلامیہ کو جو رہنمائی مہیا کی ہے وہ جہاں قابلِ قدر ہے وہاں باعثِ فخر بھی ہے۔

برِعظیم پاک و ہند ان اسلامی خطّوں میں شامل رہا ہے جہاں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ کا دور دورہ رہا، یہاں کے علمائے حنفیہ

کے نام بن گئے اور کچھ ان کی صفات۔ اس کے بعد اسمارِ کُتب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کئے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے دوران امام احمد رضا نے مندرجہ بالا تمام محاسن و لطائف کے علاوہ ایک اور خوبی کا اضافہ کیا ہے۔ یعنی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنے عقیدے کی بھی وضاحت کر دی ہے اور یُوں اہلِ سنّت کی ترجمانی کا فریضہ بھی انجام دے دیا ہے۔

امام احمد رضا کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے، بلکہ سارے عالم کے مالک ہیں لیکن بالذات نہیں بلکہ اللہ کی تملیک سے مالک ہیں۔

اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں : ؎

ان کو تملیکِ ملیکُ الملک سے
مالکِ عالم کہا، پھر تجھ کو کیا !

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروزِ محشر عاصیوں کی شفاعت فرمائیں گے اور حق تعالیٰ سے ان کو بخشوائیں گے ؎

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سُناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے، ہم کو ہنساتے جائیں گے

اب دیکھئے کہ ائمہ کرام کے اسماء و القاب سے کس طرح اپنے عقیدے کی وضاحت فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں :

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ لِلرُّسُلِ الْكِرَامِ ؛ مَالِكِیْ وَشَافِعِیْ اَحْمَدُ الْكِرَامِ۔ (اور صلوٰۃ وسلام ہو رسولوں کے سب سے بڑے امام پر، جو میرے مالک ہیں اور میرے لئے شفاعت کرنے والے ہیں، ان کا نام احمد ہے، بہت ہی عزّت والے ہیں)

امامِ اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد —— ائمہ مذاہب اربعہ کے

معروف القاب و اسماء مذکور ہیں، انہی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی جا رہی ہے اور ساتھ ساتھ اپنا عقیدہ بیان کیا جا رہا ہے۔

تھوڑا آگے بڑھئے اور اہلِ سنّت کے ایک اور عقیدے کی ترجمانی کا انداز دیکھئے۔ اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کائنات کی اصل اور مَبدا ہیں : ؎

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست

یہی عقیدہ امام احمد رضا کا ہے : ؎

اصلِ ہر بود و بہبود، تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

اس عقیدے کے اظہار کے لئے آپ نے امامِ اعظم کے تین مشہور شاگردوں یعنی امام محمد، امام حسن ابنِ زیاد اور امام قاضی ابو یُوسف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کا انتخاب کیا اور انھیں اس طرح یکجا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کا بھی اظہار ہو گیا، آپ کے حُسن و جمال کا بھی بیان ہو گیا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ حُسنِ یوسف پرتوِ حُسنِ مصطفیٰ ہے، بلکہ خود یوسف علیہ السلام فرعِ مصطفےٰ اور ابنِ مصطفیٰ ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

چنانچہ فرماتے ہیں : ؎

یَقُوْلُ الْحُسْنُ بِلَا تَوَقُّفْ
مُحَمَّدٌ الْحَسَنُ اَبُوْ یُوْسُفْ

آپ کے جمال بے مثال کو دیکھ کر خود حُسن بغیر کسی توقّف کے پکار اُٹھتا ہے کہ حُسن والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت یوسف علیہ السلام کے 'اَب' اور اصل ہیں۔

ایک یوسف علیہ السلام پر ہی کیا موقوف ــــــ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کی اصل ٹھہرے تو ظاہری وجود میں جو آپؐ کے جدِّ امجد ہیں، یعنی ابوالبشر آدم علیہ السلام، وُہ بھی حقیقت کے اعتبار سے آپؐ کے پسر قرار پاتے ہیں۔

"حدائقِ بخشش" میں اس حقیقت کو یُوں واضح کیا ؎

ان کی نبوّت، ان کی ابوّت ہے سب کو عام

اُمّ البشر عروس انھی کے پسر کی ہے

"ظاہر میں میرے پھُول، حقیقت میں میرے نخل"

اس گُل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

اور یوسف علیہ السلام کے حُسن پر ہی کیا منحصر ــــــ اہلِ سنّت کے نزدیک تو تمام انبیاء و رُسل کے جُملہ کمالات بارگاہِ مصطفوی کا فیضان وعطا ہے۔ امام بوصیری" فرماتے ہیں ؎

وَکُلُّھُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ

غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

(تمام انبیاء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ کرم سے ایک چلّو کے، یا آپؐ کی بارانِ رحمت سے ایک چھینٹے کے طلبگار ہیں)

اور امام احمد رضا یُوں نغمہ سرا ہوتے ہیں ؎

لا و ربّ العرش! جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اسی عقیدے کو "فتاوٰی رضویہ" کے خطبے میں تلمیح کے انداز میں بیان کیا ہے ؎

اَلْبَحْرُ الرَّائِقُ ۝ مِنْہُ یَسْتَمِدُّ کُلُّ نَھْرٍ فَائِقٍ۔

"البحر الرائق" اور "النہر الفائق"، "کنز الدقائق" کی دو شرحیں ہیں۔ اعلیٰحضرت

نے "منہ یستمد کل" کا اضافہ کر کے کیا ایمان افروز معنی پیدا کیے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وُہ حیران کن سمندر ہیں کہ ہر فوقیت رکھنے والا دریا اور نہر انہی سے مدد لیتی ہے۔

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل و کمال کے بحرِ ذخّار ہیں اور باقی انبیاء و رسل فوقیت رکھنے والے دریا اور نہریں۔ ظاہر ہے کہ دریاؤں اور نہروں میں وہی پانی بہتا ہے جو بھاپ بن کر سمندر سے اُٹھتا ہے اور کہیں بارش بن کر برستا ہے، کہیں برف بن کر گرتا ہے۔

منقبت

اگر کسی مسئلے میں امام ابوحنیفہ اور قاضی ابویُوسف متفق ہوں تو فقہاء ان کو "شیخین" کہتے ہیں اور اگر قاضی ابویوسف اور امام محمد کا اتفاق ہو تو ان کو "صاحبین" کہا جاتا ہے۔ اور اگر امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی ایک رائے ہو تو ان کو "طرفین" کا لقب دیا جاتا ہے۔ اب امام احمد رضا کا کمال دیکھئے کہ انھوں نے ان تینوں فقہی اصطلاحات کو صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ پر منطبق کر دیا اور فرمایا:

لَا سِیَّمَا الشَّیْخَیْنِ الصَّاحِبَیْنِ ۝ اَلْاٰخِذَیْنِ مِنَ الشَّرِیْعَۃِ وَالْحَقِیْقَۃِ بِکِلَا الطَّرَفَیْنِ (خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ دو بزرگ ساتھی جو شریعت و حقیقت کے دونوں کناروں کو تھامنے والے ہیں)

غرضیکہ کیا کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں کہ ع

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

مگر فی الحال اختصار کے پیشِ نظر اتنا ہی کہوں گا کہ اتنے اوصاف و محاسن پر مشتمل خطبہ آج تک نہیں لکھا گیا ــــــ باقی خصوصیات کو چھوڑیئے، صرف ایک خصوصیت